

## 21589- اس حاملہ عورت کے روزوں کا حکم جسے روزے سے ضرر پہنچے

سوال

کیا حاملہ عورت پر رمضان اور عاشوراء کے روزے رکھنا واجب ہے؟  
میں نے اپنی حاملہ بیوی کو رمضان کے روزہ نہ رکھنے کی نصیحت کی لیکن وہ نہیں مانی، اسے کمروری اور خون کی کمی بھی ہے، بالآخر رمضان کے آخر میں تیسرا مینہ کا حمل ساقط ہو گیا، اب ان ایام کا حکم ہے جس میں اس نے روزے ترک کیے تھے کیا اسے آنے والے رمضان سے قبل قضاۓ کرنی واجب ہے؟  
کیا حاملہ عورت بھی عادی روزے رکھے گی؟  
وہ ہمیشہ دوران حمل روزے رکھنے پر اصرار کرتی ہے یعنی میدی میکل رپورٹ یہ ثابت کرتی ہے کہ بچے پر روزے کا کوئی اثر نہیں؟

پسندیدہ جواب

مندرجہ بالا سوال تین امور پر مشتمل ہے:

پہلا:

حاملہ عورت کا رمضان کے روزے چھوڑنے کا حکم:

دوم:

رمضان میں استھان حمل پر کیا مرتب ہوتا ہے۔

سوم:

رمضان کے بعد قضاۓ کا حکم۔

- اگر حاملہ عورت کو خدشہ ہو کہ روزہ اسے یا بچے کو ضرر ہو گا تو اس کے لیے روزہ رکھنا جائز ہے، لیکن اگر اسے اپنے آپ یا بچے کے ہلاک ہونے یا شدید اذیت پہنچے کا خدشہ ہو تو اس صورت میں اس پر روزہ چھوڑنا واجب ہے، لیکن اسے فدیہ کے بغیر قضاۓ کرنا ہو گی اس میں علماء کرام کا اتفاق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

**(قم اپنے آپ کو قتل نہ کرو)۔**

اور ایک دوسرے مقام پر کچھ اس طرح فرمان ہے:

**(اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو)۔**

اور اسی طرح اس پر بھی علماء کرام کا اتفاق ہے کہ اس حالت میں فدیہ ادا کرنا واجب نہیں کیونکہ یہ بھی اس مریض کی طرح ہی ہے جسے پہنچا ہلاکت کا خدشہ ہو۔

اور اگر اسے صرف اپنے بچے کے بارہ میں خدشہ ہو تو بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ :

اس کے لیے روزہ چھوڑنا جائز ہے، اس کے بدل میں اسے قضاۓ اور فدیہ ادا کرنا ہو گا۔

اور فدیہ یہ ہے کہ ہر دن کے بارہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا مندرجہ ذیل آیت کے بارہ میں فرمایا :

**{اور حواس کی طاقت نہیں رکھتے وہ ایک مسکین کے کمانے کا فدیہ ادا کریں}۔**

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتے ہیں کہ :

یہ بوڑے مرد اور عورت کے لیے رخصت تھی کہ وہ روزہ نہ رکھیں اور اس کے فدیہ میں ہر دن کے بدل میں ایک مسکین کو کھانا کھائیں، اور حاملہ اور دودھ پلانی والی عورت بھی جب ڈرے تو فدیہ ادا کرے۔

ابوداود رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب وہ اپنی اولاد کے بارہ میں ڈرے۔ سنن ابو داود حدیث نمبر (1947) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ا رواء الغلیل (25-18/4) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

دیکھیں : کتاب الموسوعۃ الفقہیۃ (16/272)۔

لہذا اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر حاملہ عورت کو اگر روزہ رکھنے سے ضرر ہوتا ہو یا پھر بچے کو ضرر کا اندریشہ ہو تو اس پر روزہ چھوڑنا واجب ہو گا، لیکن یہ ضرر کوئی ماہر ڈاکٹر کے مشورہ سے ہی ثابت ہو گا۔

یہ تور میان المبارک کا روزہ چھوڑنے کے بارہ میں تھا، رہاسنہ عاشوراء کے روزے کے بارہ میں تو بالاجماع یہ روزہ واجب نہیں ہے بلکہ روزہ رکھنا مستحب ہے، اور پھر کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے، اور جب وہ اسے روزہ رکھنے سے منع کر دے تو اس کی اطاعت کرنی واجب ہے اور پھر خاص کر جب اس میں بچے کی مصلحت شامل ہو۔

- استقطاب حمل کے بارہ میں گزارش ہے کہ :

اگر فی الواقع ایسا ہی ہوا ہے جس طرح آپ نے ذکر کیا ہے کہ اس کا حمل تیسرا میں ساقط ہو گی لہذا یہ خون نفاس کا خون شمار نہیں ہو گا بلکہ استخانہ کا خون ہے، کیونکہ اس سے جو کچھ ساقط ہوا ہے وہ صرف جما ہوا خون تھا جس میں شکل و صورت بھی مکمل نہیں ہوئی تھی۔

لہذا اس بنا پر وہ نماز بھی پڑھے گی اور روزہ بھی رکھے گی جا ہے خون آتیا رہے کیونکہ وہ استخانہ کا خون ہے، لیکن ہر نماز کے لیے وضوء کرنا ضروری ہے، اور اس پر ضروری ہے کہ اس نے جتنے روزے چھوڑے میں ان کی قضاۓ اور جتنی نمازیں ترک کی ہیں وہ بھی ادا کرے۔

دیکھیں : فتاویٰ الجیۃ الدائمة (10/218)۔

- پچھلے فوت شدہ ایام کی قضاۓ کے بارہ میں یہ کہیں گے کہ :

جس کسی کے بھی رمضان المبارک کے روزے باقی رہتے ہوں اور اس نے نہ رکھے ہوں تو اس پر لازم ہے کہ آنے والے رمضان سے قبل ہی اس کی قضاۓ میں روزے رکھے۔

صرف اس کے لیے اتنا ہے کہ وہ شعبان کے مینہ تک موخر کر سکتا ہے، اور اگر دوسرا رمضان آگیا اور بغیر کسی عذر کے اس نے پچھلے رمضان کے بقیہ روزوں کی قضاۓ نہ کی ہو تو اس کی وجہ سے وہ گنگار ہو گا۔

اور اس پر قضاۓ کے ساتھ فدیہ بھی دینا لازم ہو گا کہ ہر دن کے بد لے میں ایک مسکین کو کھانا کھلانے، جیسا کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے بھی اس کا فتویٰ دیا ہے اور اس فدیہ کی مقدار ہر دن کے بد لے میں اپنے ملک میں کھانی جانے والی خوراک کا نصف صارع ہے۔

یہ فدیہ مسکین کو ادا کیا جائے گا چاہے ایک ہی مسکین کو سارا فدیہ ادا کر دیا جائے، لیکن اگر اس تاریخ میں اس کا کوئی عذر ہو یعنی کسی مرض یا پھر سفر وغیرہ کی وجہ سے وہ قضاۓ نہ کر سکا ہو تو اس پر صرف قضاۓ ہی ہو گی، اس پر فدیہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کافر مان ہے :

﴿اُرْجُوْكَوْنَىْ مَرْلِفِنْ بُوْيَا مَسْفَرَ اَسَدْ دُوْسَرَے اِيَامَ مِنْ گَنْتِيْ پُورِيْ كَرْنَا ہوْگِيْ﴾۔ ۱

اللہ تعالیٰ ہی توفیق بخشنے والا ہے۔

دیکھیں فتاویٰ ایشؑ ابن باز (15/340)۔

واللہ اعلم۔